نمازِ استسقاء

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست نمازِ استسقاء

یعنی اللہ سے بارش چاہتے ہوئے نماز پڑھنا

تمہید	2
نمازِ استسقاء کیا ہے	4
نمازِ استسقاء سے پہلے	5
نمازِ استسقاء کب اور کہاں؟	7
آنحضرت ﷺ کا عیدگاہ میں استسقاء	9
نمازِ استسقاء کا طریقہ اور مسائل	**10**

نمازِ استسقاء

باسمہ تعالیٰ

نمازِ استسقاء

یعنی اللہ سے بارش چاہتے ہوئے نماز پڑھنا

تمہید:

انسان کے گناہوں کی نحوست، دنیا میں فساد وخرابی کا باعث وذریعہ بن جاتی ہے اور کبھی سیلاب وطوفان کے تھپیڑے اس کی تباہی ورسوائی کا سامان لیکر آتے ہیں اور کبھی بارش کی قلت اور اناج دانے کی کمی ان پر عذاب بن کر آتی ہے۔

قرآن مجید نے اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :

﴿ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِیْ النَّاسِ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ﴾ [روم:۴۱]

(خشکی اور سمندر میں لوگوں کے کرتوت کی وجہ سے فساد ظاہر ہوگیا، اور اللہ بہت سے گناہوں کو معاف کردیتا ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ:

" خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ ،وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ ،لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ ،وَالْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ أَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوْا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمَئُوْنَةِ وَجَوْرِالسُّلْطَانِ ،وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوْا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا،

وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَ عَهْدَ رَسُوْلِهٖ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ يَتَخَيَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ "

(پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ (تو یہ عذابات پیش آئیں گے)، اور میں اللہ کی اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ، جب کسی قوم میں بے حیائی علی الاعلان ہونے لگے تو ان میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جائیں گی جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں، اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرے گی تو اس کو قحط سالی و تنگی اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار کیا جائے گا، اور جب کوئی قوم زکاۃ کو روکے گی تو اس سے بارش روک دی جائے گی، اور اگر جانور نہ ہوتے تو اس پر کبھی بارش نہ ہوتی، اور جب اللہ و رسول کے عہد کو توڑے گی تو اس پر غیر قوم میں سے کوئی دشمن مسلط کیا جائے گا جو اس سے ان کے مال چھین لے گا، اور جب ان کے حکام اللہ کی کتاب سے فیصلہ نہیں کریں گے اور اللہ کے نازل کردہ احکام میں سے اپنی مرضی کے مطابق لے لیں گے تو اللہ تعالے ان کے آپس میں لڑائی ڈال دیں گے)(۱)

اور اس فساد سے جانوروں اور دیگر مخلوقات کو بھی تنگی و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حتی کہ جانور انسانوں پر لعنت کرنے لگتے ہیں۔

چنانچہ قرآن میں جو ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ:

﴿ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾ (ان پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں) [بقرۃ:۱۵۹]

اس کی تفسیر میں ابن ماجہ وغیرہ نے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ اس سے مراد، دواب الارض (یعنی زمین کے جانور) ہیں۔(۲)

(۱) ابن ماجہ:۴۰۱۹ (۲) ابن ماجہ:۴۰۲۰

اورحضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب زمین پر قحط ہوتا ہے تو بہائم جانور کہتے ہیں کہ ''یہ بنی آدم کے گناہگاروں کی وجہ سے ہے، اللہ ان پر لعنت کرے''، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بہائم کہتے ہیں کہ " نُمْنَعُ القَطرَ بِذُنُوبِهِم " (بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم سے بارش روک لی گئی)۔ (۱)

اورحضرت عکرمہ تلمیذ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ " یلعنهم كل شيء حتى الخنافس والعقارب، يقولون: مُنِعْنَا القَطرَ بذُنُوبِ بَنِي آدَم"(ان کافرو گنہ گار انسانوں پر ہر چیز لعنت کرتی ہے حتی کہ گبریلا اور بچھو بھی، وہ کہتے ہیں کہ بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم سے بارش روک لی گئی ہے) (۲)

غرض یہ کہ بنی آدم کے برے اعمال اور خبائث نتیجہ بن جاتے ہیں بارش اور اناج کی کمی وقلت کا، اور بنی آدم کے ساتھ بہائم وجانور بھی پریشان ہوتے ہیں، اور بہائم بنی آدم پر لعنت کرتے ہیں۔

آج بارش کی کمی وقلت کی شکایت ہر آدمی کی زبان پر ہے اور مزید کمی کی صورت پر پیش آنے والے مصائب وآفات کا اندازہ کرنے والے خطرناک قسم کی پیش گوئیاں بھی کررہے ہیں، مگر اس صورت حال کا علاج کیا ہے؟ وہ صرف قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

نمازِ استسقاء کیا ہے

جب بارش کی قلت سے انسان وجانور سب پریشان ہوجائیں اور کوئی سبیل نہ رہے تو اسلام نے نماز استسقاء کی تعلیم دی ہے، نماز استسقاء کیا ہے؟ اللہ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ، اللہ کی طرف توجہ اور انابت، اس سے اپنے ہر مسئلہ

(۱) تفسیر طبری:۵۶/۲، تفسیر ابن کثیر:۲۷۲/۱، معالم التنزیل:۱۷۵/۱ (۲) تفسیر طبری:۵۶/۲

میں استعانت ومدد چاہنے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجانا۔

علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان پر بلاء اور مصیبت نازل ہوتی ہے تو بعض مصائب کا ازالہ کسی تدبیر اور وسیلہ سے ہوجاتا ہے، مثلاً بخار ہوا اور علاج سے دور ہوگیا؛ اور بعض کا ازالہ کسی ظاہری تدبیر سے نہیں ہوتا اور نہ یہ کسی کے بس میں ہوتا ہے، مثلاً طوفان وسیلاب آجائے تو اس کو ہم کسی ظاہری تدبیر سے روک نہیں سکتے، اس صورت میں سوائے دعاء واستغفار اور رجوع الی اللہ کے کوئی صورت اور تدبیر نہیں۔ اور مصائب میں سے بڑی مصیبت اور بلاؤں میں سے بڑی بلاء وہ قحط ہے جو بارش کی کمی یا انقطاع کے سبب پیش آتا ہے،؛ کیونکہ پانی اور کھانا ہر ذی روح کی زندگی کا سب سے بڑا ذریعہ ووسیلہ ہے، یہ نہ ہو تو سب کی زندگی تباہی کے غار میں جا پڑے گی۔

اور یہ ظاہر ہے کہ پانی نہ برسے اور غلہ نہ اُگے تو کس سائنسدان کے بس میں ہے کہ وہ اپنی لیاقت سے پانی برسادے؟ کس ڈاکٹر کے بس میں ہے کہ وہ اس کا علاج کردے؟ اور کس عقلمند اور تجربہ کار کے اختیار میں ہے کہ وہ اس کی تدبیر کرے؟ ظاہر ہے کہ یہاں آکر تمام سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر، گراجویٹ، عقلمند، سیاست دان، علماء، حفاظ، سب کے سب فیل ہوجاتے ہیں، اور کوئی ظاہری تدبیر کام نہیں دیتی، اس صورت حال میں اللہ کے نبی ﷺ نے باطنی تدبیر یعنی نماز وذکر، دعاء وگریہ، استغفار وتوبہ اور انابت وتوجہ الی اللہ کا سبق دیا کہ یہی اس کی تدبیر ہوسکتی ہے کہ جو بارش کا پیدا کرنے اور برسانے والا ہے اس سے درخواست کی جائے اور اس کے سامنے گڑگڑایا جائے۔

نمازِ استسقاء سے پہلے

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا قحط سالی اور بارش کی کمی دراصل ہمارے گناہوں کی

وجہ سے اللہ کی طرف سے عذاب یا تنبیہ ہوتی ہے، لہٰذا اگر استسقاء (پانی چاہنے) کیلئے اللہ کے سامنے حاضری دینا ہو تو چند باتوں کا اہتمام پسندیدہ ہے:

(۱) علماء نے لکھا ہے کہ علماء اور وہ حضرات جن کی بات عوام پر اثر انداز ہوتی ہے، وہ لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں، ظلم زبردستی سے باز آجائیں، خدا کی ناراضی کے کاموں کو یک لخت ترک کردیں اور دل میں احساس ندامت پیدا کریں، اور دل کی گہرائیوں سے خدا کی طرف متوجہ ہوجائیں؛ اس لئے کہ اس کے علاوہ خدا کے فضل وکرم کو متوجہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ، اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَارًا﴾ [نوح:۱۰-۱۲]

(تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے کہ وہ بہت بخشنے والا ہے، تم پر خوب بارش برسائیگا اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کریگا، اور تمہارے لئے باغات بنائیگا اور نہریں بنائیگا)

معلوم ہوا کہ استغفار اور توبہ کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے بارش ہوتی ہے، باغات پھلتے ہیں، نہریں جاری ہوتی ہیں اور اولاد اور اموال میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک جگہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ﴾ [الاعراف:۹۶]

(اگر یہ شہر والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے)

غرض یہ کہ ایمان وعمل، تقویٰ وطہارت، توبہ وانابت کی تعلیم دی جائے اور لوگوں کے قلوب میں اس کو بٹھایا جائے کہ ہم کو اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے، بغیر اس کے ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

(۲) علماء نے لکھا ہے کہ نمازِ استسقاء سے پہلے روزہ رکھنا چاہئے کہ روزہ دعاء کی قبولیت میں بہت بڑا دخل رکھتا ہے، لہٰذا تین دن روزے رکھے جائیں اور چوتھے دن بھی روزہ کی حالت میں نمازِ استسقاء پڑھی جائے اور دعاء کی جائے۔(۱)

(۳) اسی طرح نماز استسقاء کے لئے جانے سے پہلے صدقہ کرنا بہتر وافضل ہے کہ صدقہ سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ علامہ ابن الہمام اور علامہ شامی وغیرہ نے لکھا ہے کہ :"ویستحب للامام أن یامرھم .... یقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجھم)"(امام کے لئے مستحب ہے کہ لوگوں کو حکم دے کہ وہ استسقاء کو نکلنے سے پہلے صدقہ دیا کریں)۔(۲)

(۴) نمازِ استسقاء کے لئے معمولی کپڑے پہن کر عاجزی وتضرع کے ساتھ جانا چاہئے، حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ :"خرج رسول اللّٰہ ﷺ متبذلًا متواضعاً متضرعاً و فی روایة : متخشعاً حتی أتی المصلی الخ "(اللہ کے رسول اللہ ﷺ نمازِ استسقاء کے لئے معمولی حالت میں، تواضع کے ساتھ، گڑگڑاتے ہوئے عیدگاہ تشریف لے گئے)۔(۳)

نمازِ استسقاء کب اور کہاں؟

نمازِ استسقاء دن ورات کے کسی بھی وقت میں پڑھنے کی اجازت ہے، البتہ

(۱) عنایہ شرح ہدایہ:۱/۴۴۱ (۲) شامی:۳/۷۲، فتح القدیر:۲/۹۱ (۳) ابوداؤد: ۱۱۶۵، ترمذی: ۵۵۸، نسائی:۱۵۲۱، ابن ماجہ:۱۲۶۶ وغیرہ

اوقات مکروھہ (یعنی وہ تین اوقات جن میں نماز مکروہ ہے: طلوع آفتاب، غروب آفتاب، اور زوال کے وقت) میں یہ نماز بھی مکروہ ہے، علماء حنفیہ نے اوقات مکروھہ کے علاوہ کوئی خاص وقت اس نماز کے لیے بیان نہیں کیا ہے، لہٰذا ان اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں، اور حنفیہ کے علاوہ دیگر ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ کسی بھی وقت پڑھ سکتے ہیں، البتہ مالکیہ کے یہاں اس کا وقت چاشت سے لیکر زوال تک مقرر ہے، اس سے پہلے یا بعد پڑھنا صحیح نہیں۔ (۱)

اسی طرح یہ نماز کسی بھی جگہ پڑھنا جائز ہے، مسجد میں یا مسجد سے باہر کسی میدان میں، عیدگاہ وغیرہ میں، البتہ معمولی درجہ کی پریشانی میں بہتر ہے کہ مساجد ہی میں دعاء واستغفار کا اہتمام کیا جائے جیسا کہ بعض اوقات اللہ کے نبی ﷺ نے نماز جمعہ میں خطبہ کے دوران ہی دعاء استسقاءِ فرمائی۔ (۲)

ہاں جب حالت شدید ہوجائے اور بارانِ رحمت نہ ہونے کی وجہ سے انسان اور جانور مضطرب اور بے قرار ہوجائیں، تالاب اور ندیاں خشک ہوجائیں تو پھر عیدگاہ میں نکل کر نماز ادا کی جائے۔

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ نے لکھا ہے کہ معمولی حالات میں نمازوں کے بعد اور خطبۂ جمعہ میں دعاء کرنے پر اکتفاء کیا جائے اور جب بارش کی اشد ضرورت ہو، کنویں، تالاب خشک ہوجائیں، ندیاں اور نالے سوکھنے لگیں، جانوروں کے لئے گھانس چارے کی تنگی ہو، کھیتی خراب ہورہی ہو اور لوگوں میں پریشانی اور اضطراب پھیل جائے اور بارش کی صحیح طلب ہو، تب ہی جنگل میں نکلا جائے تاکہ توبہ سچی ہو، دعاء دل سے نکلے، آنکھوں سے آنسو ٹپکیں، اور رورو کر دعاء مانگی جائے، تاکہ دریائے رحمت جوش زن ہو، اور بامراد واپس ہوں،

---

(۱) الموسوعة الفقهية: ۳۰۸/۳ (۲) بخاری: ۱۳۸/۱، رقم: ۹۶۷، مسلم: ۲۹۳/۱، رقم: ۸۹۷

معمولی ضرورت جس میں یہ باتیں نہ ہوں گی، بہت ممکن ہے نامراد واپس ہوں جس سے نمازِ استسقاء کی قدر و منزلت دلوں سے نکل جائے یا کم ہو جائے اور غیروں کو ہنسنے کا موقعہ ملے۔(۱)

آنحضرت ﷺ کا عیدگاہ میں استسقاء

ہاں جب حالت شدیدہ پیش آئے تو جس طرح اللہ کے نبی ﷺ نے عیدگاہ میں نماز استسقاء پڑھی اسی طرح عیدگاہ یا کسی میدان وغیرہ میں نکل کر نماز استسقاء پڑھیں۔ چنانچہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن زید المازنی کہتے ہیں کہ :"**خرج رسول اللّٰہ ﷺ إلی المصلّٰی یستسقي و استقبل القبلۃ ، فصلّٰی رکعتین و قلّبَ ردائہ**"(رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی جانب پانی طلب کرتے ہوئے نکلے، قبلہ کا رخ کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر کو الٹایا)(۲)

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اللہ کے نبی کے پاس بارش کے قحط کی شکایت کی، آپ نے حکم دیا تو منبر عیدگاہ میں رکھا گیا، آپ نے لوگوں سے ایک دن کا وعدہ لیا کہ وہ اس میں عیدگاہ آئیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب سورج کی ٹکیہ ظاہر ہوگئی (یعنی سورج اچھی طرح نکل آیا) تو نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد اور بڑائی بیان کی، پھر فرمایا کہ تم نے اپنے شہروں میں قحط کی اور بارش کے زمانے میں بارش کے رک جانے کی شکایت کی ہے، اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس کو پکارو اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعاء قبول کریگا اور فرمایا کہ :" **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ، اَللّٰھُمَّ أَنْتَ اللّٰہُ، لَا**

(۱) فتاوی رحیمیہ :۸۸/۳ (۲) بخاری :۱۴۰/۱، رقم :۹۸۱، مسلم :۲۹۳/۱، رقم :۸۹۴

إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلاَغاً إِلٰى حِيْنٍ"(تمام تعریف اللہ کیے لیے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، یوم جزا کا مالک ہے، کوئی معبود نہیں مگر اللہ، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اے اللہ! تو ہی اللہ ہے، کوئی معبود نہیں مگر تو ہی جو غنی ہے، اور ہم فقیر ومحتاج ہیں، ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل کرے اس کو ایک زمانہ تک ہمارے لیے قوت کا اور خیر تک پہونچنے کا سبب بنادے)

اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھائے اور اٹھاتے رہے حتی کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوگئی، پھر لوگوں کی طرف آپ نے پشت کی اور اپنی چادر کو پلٹ دیا اس حال میں کہ آپ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، پھر لوگوں کی طرف چہرہ کیا اور منبر سے اُتر کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر اللہ نے بادل ظاہر کیا، اور وہ گرجا اور چمکا، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہوئی، پس آپ مسجد تک نہیں لوٹے تھے کہ پانی کا سیلاب سا ہو گیا جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سائے کی طرف جلدی کر رہے ہیں تو آپ ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں، پھر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔(۱)

نمازِ استسقاء کا طریقہ اور مسائل

(۱) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک استسقاء میں صرف دعا واستغفار ہے اور نماز پڑھنا ہو تو بغیر جماعت تنہا پڑھی جاسکتی ہے۔(۲)

اور صاحبینؒ کے نزدیک اور دیگر ائمہؒ کے نزدیک استسقاء میں دو رکعت نماز بھی مشروع ہے اور وہ جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور اس میں قرأت جہری ہوتی

(۱) ابوداؤد:۳۰۷۱۱، مستدرک:۱/۲۷۶، سنن بیہقی:۳/۳۴۹ (۲) البحر الرائق:۲/۲۹۳

ہے، اکثر علماء حنفیہ اسی پر عمل کرتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ حضرت عباد بن تمیمؒ نے اپنے چچا عبداللہ بن زید المازنی سے روایت کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ استسقاء کے لئے (عیدگاہ کی طرف) نکلے، قبلہ رخ ہوکر دعا کی اور اپنی چادر پلٹی، پھر دو رکعت نماز پڑھائی اور ان رکعتوں میں زور سے قرأت کی۔ (۱)

پھر نماز استسقاء کے بارے میں بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ عیدین کی طرح زائد تکبیرات سے پڑھی جائے گی؛ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ آپ عید کی نماز پڑھتے تھے۔ (۲)

مگر اکثر علماء کے نزدیک یہ عام نفل نماز کی طرح دو رکعتیں ہیں اور اکثر روایات میں مطلق دو رکعات کا ذکر ہے، لہٰذا وہ عام نفل نماز کی طرح پڑھی جائیں گی، اوران رکعات میں سے پہلی میں ''**سبح اسم ربک الاعلی**'' اور دوسری میں ''هل أتاك حديث الغاشية'' پڑھنا بھی بعض روایات میں آیا ہے۔ (۳)

(۲) بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ استسقاء میں خطبہ بھی پڑھنا چاہیۓ جیسا کہ اوپر ابوداؤد کی مفصل حدیث میں ہے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے خطبہ نہیں پڑھا، مثلاً ابو داؤد و نسائی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے تمہارے (اس جمعہ کے) خطبہ کی طرح خطبہ نہیں دیا، بس دو رکعت پڑھیں۔ (۴)

اسی لئے امام ابو حنیفہؒ استسقاء میں خطبہ کے قائل نہیں ہیں، لیکن امام ابو

(۱) بخاری: ۹۷۸، ابوداؤد: ۱۱۶۱، ترمذی: ۵۵۶، صحیح ابن حبان: ۱۱۶/۷، مسند ابوداؤد طیالسی: ۱۴۸/۱

(۲) ابوداؤد: ۱۱۶۵، ترمذی: ۵۵۸، نسائی: ۱۵۲۱، ابن ماجہ: ۱۲۶۶ وغیرہ (۳) حاکم: ۳۲۶/۱، دارقطنی: ۶۶/۲ (۴) ابوداؤد: ۱۱۶۵، نسائی: ۱۵۰۷

یوسفؒ اور امام محمدؒ خطبہ کے قائل ہیں، امام محمدؒ دو خطبے حسب عید کے قائل ہیں اور امام ابو یوسفؒ ایک خطبہ کے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ " ثم هي كخطبة العيد عند محمد و عند أبي يوسف خطبة واحدة". (۱)

لہٰذا خطبہ دینے اور نہ دینے میں اختیار ہے اور چاہے ایک خطبہ دے یا دو خطبہ دے۔ (واللہ اعلم)

(۳) استسقاء میں اصل دعاء ہی ہے اور قبلہ رو ہو کر دعاء کرنا چاہئے اور اس میں ہاتھ بھی الٹے ہونا چاہئے، یعنی ہتھیلیاں زمین کی طرف اور ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اسی طرح دعاء کی تھی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ :" ان النبی ﷺ كان يستسقی هكذا ، ومدّ يديه و جعل بطونهما ممّا يلی الأرض حتی رأيت بياضه"(نبی کریم ﷺ اس طرح استسقاء فرماتے تھے، یہ کہکر حضرت انس نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور ان کی ہتھیلیوں کو زمین کی جانب کر دیا یہاں تک کہ میں نے آپ کی سفیدی دیکھی) (۲)

اور علماء نے لکھا ہے کہ قحط اور مصیبت دور کرنے کی دعاء اسی طرح ہوتی ہے۔ (۳)

(۴) اور استسقاء کے سلسلے میں مختلف دعائیں احادیث میں آئیں ہیں، اگر عربی میں یاد نہ ہوں تو اردو میں بھی دعاء کی جا سکتی ہے، ایک دعاء تو اوپر ابو داؤد کی حدیث میں مفصّل گزر چکی اور بعض یہ ہیں:

---

(۱) ہدایۃ: ۱/۱۷۶، فتح القدیر: ۲/۹۳، شامی: ۲/۱۸۴ (۲) احمد: ۱۲،۹۶، مسلم: ۱۴۹۲، ابوداؤد: ۹۹۰
(۳) بذل المجہود: ۲/۲۱۷

(۱) اَللّٰھُمَّ اَسۡقِنَا غَیۡثاً مُغِیۡثاً مَرِیۡئاً مَرِیۡعاً نَافِعاً غَیۡرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَیۡرَ اٰجِلٍ.

(۲) اَللّٰھُمَّ اَسۡقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانۡشُرۡ رَحۡمَتَکَ وَ اَحۡیِ بَلَدَکَ الۡمَیِّتَ

(۵) دعاء کے بعد اپنی چادر کو اُلٹ کر اوڑھ لینا چاہئے اور متعدد احادیث میں اس کا ذکر گزر چکا ہے کہ آپ نے اپنی چادر پلٹ کر اوڑھ لی اور چادر پلٹنے میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے ہماری پریشانی کی حالت کو بدل دیا اور اب راحت وعافیت میسر آئے گی۔ گویا یہ بطور نیک فالی کے آپ ﷺ نے کیا تھا۔ (۱)

اور اس کی تصریح بعض روایات میں آئی ہے، حضرت جابر نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کیا اور اپنی چادر کو الٹایا تاکہ قحط تبدیل ہو جائے۔ (۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چادر الٹی، تاکہ قحط خوشحالی سے بدل جائے۔ (۳)

حضرت وکیع نے بھی فرمایا کہ آپ ﷺ نے داہنی جانب کو بائیں پر اور بائیں کو داہنے پر اس لئے کیا کہ قحط سالی خوشحالی میں بدل جائے۔ (۴)

چادر کے الٹنے طریقہ کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء بلا اذان واقامت پڑھائی پھر خطبہ دیا اور اللہ سے دعاء کی اور ہاتھ اٹھاتے ہوئے اپنا چہرہ قبلہ کی جانب کیا، "ثم قلب رداء ہ فجعل الأیمن علی الأیسر والأیسر علی الأیمن" (پھر اپنی

(۱) ہدایہ مع فتح القدیر: ۹۶/۲ (۲) سنن بیہقی: ۳۵۱/۳ (۳) فتح القدیر: ۹۶/۲ (۴) سنن بیہقی: ۳۵۱/۳

چادر کو اس طرح الٹایا کہ داہنی جانب کو بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر ڈال لیا)۔ (۱)

اور حضرت ابن عباس سے بھی اسی طرح روایت ہے چنانچہ مروی ہے کہ طلحہ بن یحیی کو مروان بن الحکم نے حضرت ابن عباس کے پاس یہ معلوم کرنے بھیجا کہ استسقاء کی سنت کیا ہے؟ تو ابن عباس نے فرمایا کہ "سنة الاستسقاء سنة الصلاة في العيدين إلا أن رسول الله ﷺ قلّب رداء ه ، فجعل يمينه على يساره، و يساره على يمينه الخ"(استسقاء کی سنت وہی عیدین میں نماز کی سنت ہے، مگر یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹایا تھا، پس داہنی جانب کو بائیں پر اور بائیں جانب کو دائیں پر ڈال لیا تھا)(۲)

ان روایات میں چادر الٹنے کا طریقہ یہ آیا ہے کہ دائیں جانب کو بائیں پر اور بائیں جانب کو دائیں پر کر لیا جائے، اور ایک روایت حضرت عبداللہ بن زید المازنی کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ: "**أن النبي ﷺ استسقى وقلّب رداء ه، فجعل أعلاه أسفله** " (نبی کریم ﷺ نے استسقاء کیا اور اپنی چادر کو الٹا، پس اوپر کے حصے کو نیچے کر دیا)(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے چادر کے اوپر والے حصے کو نیچے کر دیا تھا اور اس سے یہ لازم آیا کہ نیچے والا حصہ اوپر ہو جائے، لہٰذا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔

ان مختلف روایات کی وجہ سے فقہاء کرام نے اس طرح تطبیق کی صورت دی ہے کہ اگر چادر مربع ہو تو اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصہ کو اوپر کر دے اور جبے کی طرح گول ہو تو داہنی جانب کو بائیں پر کر دے اور بائیں کو داہنے پر کر دے اور اگر قباء ہو تو اندر والے حصہ کو باہر اور باہر والے حصہ کو اندر کی طرف کر لے۔

(۱) ابن ماجہ: ۱۲۶۷، مسند احمد: ۳۲۶/۲، صحیح ابن خزیمہ: ۳۳۸/۲ (۲) (مستدرک: ۴۷۳/۱، دارقطنی: ۶۶/۲ (۳) معجم صغیر طبرانی: ۲۹۳/۲

شامی اور بحرالرائق میں ہے کہ:"فان کان مربعاً جعل أعلاه أسفله وأسفله أعلاه ، وإن کان مدوراً جعل الأیمن علی الأیسر والأیسر علی الأیمن ، وإن کان قباءً جعل البطانة خارجاً والظهارة داخلاً ".(۱)

مگر یہ چادر کو الٹا کرنا صرف امام کے لئے ہے نہ کہ مقتدیوں کے لئے۔(۲)

(۶) استسقاء کیلئے عیدگاہ جانے میں بہتر ہے کہ پیدل جائے اور دُھلے ہوئے معمولی کپڑے بلکہ پیوند لگے کپڑے پہنکر، نہایت تواضع وانکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ استغفار پڑھتے ہوئے جائے۔ درمختار وشامی وغیرہ میں ہے کہ:

"مشاةً فی ثیابٍ غسیلةٍ أو مرقّعةٍ مُتذلّلین مُتوَاضِعین خاشعین ویستغفرون للمسلمین" (پیدل چلتے ہوئے معمولی دھلے ہوئے کپڑوں یا پیوند لگے کپڑوں میں، عاجزی وانکساری کے ساتھ، خشوع کی کیفیت لیکر اور مسلمانوں کے لئے استغفار پڑھتے ہوئے جائے)(۳)

(۷) اور نمازِ استسقاء کیلئے زیادہ سے زیادہ تین دن جانا چاہئے، اس سے زیادہ کا ثبوت نہیں۔(۴)

(۸) عیدگاہ میں بچے، جوان، بوڑھے، سب جمع ہوں بلکہ اپنے اپنے پالتو جانور بھی ساتھ لے جائیں اور دودھ پیتے بچوں کو بھی لے جائیں اور ان کو اپنی ماؤں سے الگ رکھیں۔ درمختار میں ہے کہ:

"ویستسقون بالضعفة والشیوخ والعجائز والصبیان ویبعدون الأطفال عن أمهاتهم ، ویستحب إخراج الدواب "(ضعیف اور بوڑھے اور بوڑھیوں اور بچوں کے ساتھ استسقاء یعنی اللہ سے پانی طلب کریں، اور بچوں کو ان کی ماؤں سے دور

---

(۱) شامی: ۱۸۴/۲ ، بحر الرائق: ۱۶۸/۲ (۲) ہدایہ: ۱۷۷/۱ (۳) درمختار مع شامی :۱۸۵/۲ ، بحرالرائق: ۲۹۴/۳ (۴) درمختار: ۱۸۵/۲ ، بحرالرائق: ۲۹۴/۳ وغیرہ

رکھیں اور مستحب ہے کہ جانوروں کو بھی لے جائیں)(۱)

یہ اس لیے کہ بچے، بوڑھے ضعیف و کمزور اور دودھ پیتے بچے سب ہونگے تو ان کی وجہ سے اللہ کے دریائے رحمت کو جوش آئیگا اور اللہ ہمارے اوپر رحم وکرم کر کے بارش نازل فرمادیں گے اور بچوں کے رونے سے اللہ کے دریائے رحمت کو جوش آجائے اور بچوں کو ماؤں سے الگ رکھنے کی بھی یہی حکمت ہے کہ بچوں کے رونے سے اللہ کے دریائے رحمت کو جوش آجائے، اور جانوروں کو لانے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جانور بھی اللہ سے دعائیں کرتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء کے لئے نکلے (بعض روایات میں حضرت سلیمانؑ کا نام نہیں ہے، ایک نبی کہا گیا ہے) اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک چونٹی اپنے پیروں کے بل اٹھ کر دعاء کررہی ہے، اے اللہ! ہم تیری مخلوق میں سے کھانے اور پینے سے مستغنی نہیں ہیں، اگر تو نے ہم کو سیراب نہ کیا تو ہم ہلاک ہوجائیں، حضرت سلیمانؑ نے یہ سنا تو لوگوں سے فرمایا کہ اب چلو تمہاری دعائیں چیونٹی کی وجہ سے قبول ہوگئیں۔ (۲)

فقط

محمد شعیب اللہ خان

---

(۱) درمختار مع شامی: ۲/۱۸۴- ۱۸۵ (۲) العظمۃ: ۵/۱۷۵۲، ابن ابی شیبہ: ۷/۱۷، عبد الرزاق: ۵/۱۷، الزھد لابن ابیعاصم: ۱/۸۷